ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر انور علی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
نذیر
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج منگورہ سوات
ڈاکٹر تقویم الحق
لیکچرار، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

جگرؔ مراد آبادی کی شاعری میں رجائیت کے عناصر

Dr. Anwar Ali*
Assistant Professor, Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar.
Nazeer
Lecturer, Department of Urdu, Govt: Degree College Mingora Swat.
Dr. Taqwim Ul Haq
Lecturer, Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar.
***Corresponding Author:** anwar@icp.edu.pk

The Elements of optimism in Jigar Murad Abadi's Poetry

Jigar Murad Abadi holds a distinguished position in Urdu literature, particularly for the optimistic vision reflected in his poetry. His poetic oeuvre is marked by a profound sense of hope, resilience, and unwavering faith in life's possibilities. Unlike many of his contemporaries who often delved into despair, disillusionment, or existential crises, Jigar's poetry consistently articulates a positive worldview. This research paper explores the various elements of optimism embedded in his poetry and examines how these elements contribute to the unique aesthetic and philosophical dimensions of his work. A prominent characteristic of Jigar's poetry is his celebration

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

of beauty, external and internal, physical and metaphysical. His verses often depict love, nature, and spiritual yearning in a manner that emphasizes their transformative and redemptive potential. Through his poetic lens, even pain and suffering acquire a constructive significance, as they are portrayed as essential experiences that contribute to personal growth and spiritual enlightenment. This study also investigates how Jigar's poetry encourages an active engagement with life. His thematic focus on perseverance, emotional richness, and the human capacity to overcome adversity reflects a deliberate attempt to inspire readers toward positivity and self-realization. His poetic voice, while grounded in traditional forms and aesthetics, transcends the temporal by offering a timeless message of hope. By highlighting success, love, and the affirmation of life as central motifs, Jigar's poetry emerges as a compelling literary space where optimism is not merely an emotion but a conscious philosophical stance. The present study argues that this emphasis on positivity sets his work apart and enhances its relevance in both literary and socio-cultural contexts. Consequently, Jigar Murad Abadi's poetry not only enriches Urdu literature but also offers a meaningful engagement with the human condition through the enduring lens of optimism.

Key Words: *Jigar Murad Abadi, Urdu Poetry, Optimism, Literary Aesthetics, Hope and Resilience, Positive Worldview, Poetic Philosophy, Love and Beauty, Spiritual Themes, Literary Analysis.*

کسی انسان کے افکار اور خیالات دیگر انسانوں سے مماثل ہونے کے ساتھ ساتھ کئی حوالوں سے مختلف اور منفرد خصائص کے حامل ہوتے ہیں۔ شاعری میں زندگی، دنیا اور مابعد الطبیعیات کے ضمن میں ذاتی زاویہ نظر اور اظہارِ خیال کے پیرائے ایک شاعر کو دوسرے سے مختلف شناخت عطا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اردو کے کلاسیکی شعرا نے فارسی شاعری کے تتبع، ذاتی محرومیوں اور اس عہد کے سیاسی و سماجی حالات کے زیرِ اثر ایسے اشعار کہے ہیں جن میں امید اور خوش نظری کے مقابلے میں غم اور حزن کا پہلو زیادہ حاوی نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قنوطیت اردو کی کلاسیکی شاعری میں نمایاں رجحان کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لکھنؤ کے بعض شعرا سے قطع نظر، اردو کے کلاسیکی شعرا نے کرب و غم، ملال، مایوسی اور حزنیہ عناصر کی ترجمانی کی ہے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں بعض شعرا نے زندگی کی رعنائیوں اور دلکشی سے بے پناہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے پر امید اور باعمل زندگی بسر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرنے کا درس دیا ہے۔ انھوں نے زندگی کو قدرت کی طرف سے ودیعت کردہ بیش قیمت نعمت کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس سے بہر طور لطف اندوز ہونے کو ترجیح دی ہے۔ مومنؔ، نظیرؔ، داغؔ، حالیؔ اور شبلیؔ نے خاص طور پر رجائیت کا اظہار کیا اور ہر صورت میں پر امید رہنے کی تلقین کی۔ بیسیویں صدی میں جگرؔ مراد آبادی رجائیت کا اہم حوالہ بن کر سامنے آتا ہے۔ یہاں اس کی شاعری میں رجائیت کی متنوع پہلوؤں کا تجزیہ کرنے سے پہلے رجائیت کے بنیادی مباحث سے آگاہی ضروری ہے۔ لفظ رجائیت بنیادی طور پر رجا سے ہے۔ اردو لغت میں رجا کے معنی امید، تمنا اور آرزو کے ہیں[۱]۔ مہذب اللغات میں بھی رجا کے معنی آس وامید درج ہیں، ساتھ ہی یہ توضیح بھی موجود ہے کہ عربی الاصل لفظ میں حرف ر مفتوح ہے اور اس کا اختتام (ء) پر ہوتا ہے:

> "رَجاء۔ (بالفتح) امید و بیم، توقع و خوف، آس۔ عربی، مونث۔ قولِ فیصل:
> فارسی نیز اردو میں بکسرِ اوّل بولتے ہیں۔"[۲]

فیروز اللّغات میں رجا کے معنی درج کرنے کے ساتھ ساتھ رجائیت کے بارے میں بھی اجمالاً بتایا گیا ہے:

> "رَجا۔ (مونث)۔ امید، آس، آسرا، آرزو
> رجائیت۔ (مونث)۔ ہر وقت اچھے خیالات رکھنا، امید اور آرزو سے پر ہونا۔"[۳]

انگریزی میں رجائیت کو (Optimism) کہا جاتا ہے اور اس زبان کی لغات میں رجائیت کا مفہوم اردو لغات سے ملتا جلتا نظر آتا ہے:

> "optimism (op-ti-mizm) sanguine dispositional
> ,believe in the goodness of this world"[۴]
>
> "optimism (op-ti-mizm) n.
> The doctrine that good ultimately prevails over evil: A hopeful view of things "[۵]

آکسفورڈ لغت میں بھی اس اصطلاح کے دو اہم مفاہیم درج کیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق پر امیدی، حوصلہ مندی اور دنیا کے ضمن فرد کا یہ یقین کہ نیکی بہر صورت بدی پر غالب آ کر رہے گی، رجائیت ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلّہ

"optimism_ n: 1.inclination to hopefulness and confidence”

2. Philos. belief that this world is as good as it could be or that good must ultimately prevail over evil"[۶]

اردو میں اصطلاحاتِ ادب پر لکھی گئی کتب میں رجائیت کے عناصر اور دائرہ کار کی وضاحت ملتی ہے۔بقول انور جمال:

"رجا عربی میں امید کو کہتے ہیں۔ادبی اصطلاح کے طور پر آرزومندی،زندگی سے محبت اور پُراُمید لہجہ اختیار کرنا رجائیت ہے۔شاعری میں خاص طور پر ایسے موضوعات اختیار کرنا جن سے عزم،ولولہ، حوصلہ اور امید کے جذبات پیدا ہوں۔رجائیت ہے۔رجائیت قنوطیت کی ضد ہے۔اگر قنوطی دنیا کے متعلقات،واقعات، رشتوں اور علائق سے مایوس ہوتا ہے تو رجائی شخص حیات سے پراُمید رہتا ہے اور ہر شے کے بارے میں خوش گمانی رکھتا ہے۔"[۷]

ادب میں رجائیت کو قنوطیت کی ضد کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔قنوطیت یاس اور جمود کا محرک بنتی ہے تو رجائیت خوش نظری، حرکت اور امید کا سرچشمہ ہے۔یوسف عزیز،امید ویقین کی حامل رجائیت کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"ہم رجائیت اور قنوطیت کا باہم موازنہ کریں تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ ایک نظریہ زندگی کی فعّالی قوّتوں کا موید و مبلّغ ہے اور دوسرا انفعالی شکستوں کو سینے سے چمٹائے رکھتا ہے۔اگر ایک تہور و تدبّر کا حامل ہے تو دوسرا عجز وضعف کا رَسیا۔اگر ایک زندگی کو فاعلانہ صلاحیتوں ،حرکت و اختیار ،فکر و عمل کی تلقین کرتا ہے تو دوسرا یاس و نااُمیدی ،شکست و ریخت ،افسردگی و غم ناکی بے یقینی وبے اعتمادی کو اپناتا ہے۔"[۸]

رجائیت کی تفہیم کے سلسلے میں ماہرین اور ناقدینِ ادب کے اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ رجائیت ایسا نظریہ اور طرزِ فکر ہے جس میں امید اور خوش گمانی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اس کے علاوہ رجائی فرد عمل و حرکت کو اپنا شعار بھی بناتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیتا ہے،وہ دنیا کو محض تکالیف اور مصائب کا مسکن تصور نہیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

کرتا ہے بلکہ اس کی دلکشی اور رعنائی کا ہر صورت میں شیدا ہوتا ہے۔ رجائیت پسند شاعر نامرادیوں کے اندوہ ناک بیان کی بجائے کامرانیوں کے دلکش اظہار پر زیادہ زور صرف کرتا ہے۔

جگرؔ کی شاعری خوش نظری، تحمل، غنا اور اُمید کے مثبت اثرات کے تحت پروان چڑھتی ہے۔ وہ شاعری میں قنوط اور یاس کے اظہار کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسی رسمی شاعری کو ملک و قوم کے لیے مضر خیال کرتے ہیں۔ اس حوالے سے وہ بتاتے ہیں:

"میری زندگی گوناگوں انقلابات اور تغیّرات کا مجموعہ ہے جسے پیہم مصائب و آلام کی آمیزش نے خدا جانے کیا سے کیا بنا دیا لیکن میں منہ بنا بنا کر بسورنے اور رونے کو بالطبع سخت ناپسند کرتا ہوں۔

جاں ہمہ غم ساختم، رقصم بہ عشق
دل ہمہ خوں کردہ خنداں می روم

اگر سچے رونے والے ہوں بھی تاہم اس قسم کا شعر وادب اولاً تو حیاتِ قومی کے لیے سمِّ قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ دویمش کامیاب رونا وہ رونا نہیں جس میں نسائیت و عمومیت پائی جاتی ہے۔"(۹)

کلامِ جگرؔ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شاعری کا اہم اور واضح موضوع عشق ہے لیکن یہ عشق روایتی شعرا کے تصورِ عشق سے قدرے منفرد خصوصیات کا حامل ہے۔ ان کا عشق ایک صحت مندانہ اور مہذب عشق ہے، جس میں دنیا اور زندگی کے دلکش حوالوں سے لاتعلقی اور بے زاری کے رویّوں کا دخل نہیں ملتا۔ ہجر کی لمبی اور جانکاہ ساعتوں سے دلبرداشتہ ہونے کی جگہ وہ انھیں نعمتِ عشق خیال کر کے خوش اور مطمئن رہتے ہیں۔ ہجر میں طرب اور سکون جیسی عمدہ صورتحال کی پیدائش، ان کی رجائی فکر کے سبب ہے۔ وہ پرامیدِ وصل کے بل پر زندگی بخوشی بسر کرتے ہیں کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آرزوئے وصال کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ وصل میں امیدوار رہنے کی کیفیت کا اندازہ ان اشعار سے بخوبی ہوتا ہے:

یہ کہہ کہہ کہ ہم دل کو بہلا رہے ہیں
وہ اب آ چکے ہیں وہ اب آ رہے ہیں(۱۰)

رواں دواں لیے جاتی ہے آرزوئے وصال

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

کشاں کشاں ترے نزدیک آئے جاتے ہیں[۱۱]

بجھے جا رہے ہیں سبھی دیدہ و دل
تری آمد آمد کی تیّاریاں ہیں[۱۲]

تاریک ہوتی جاتی ہے رہ رہ کے کل فضا
پھر بھی مریضِ ہجر اُمیدِ سحر میں ہے[۱۳]

امید، تحمل اور عشق کے حوالے سے خوش گمانی نے جگر کو قنوطی شاعر بننے نہیں دیا ہے۔وہ جدائی میں امید اور آرزو کو ملاقات کا سبب سمجھتے ہیں۔ان کی نگاہ میں جدائی ایک عذاب اور قابلِ نفرت چیز نہیں ہے بلکہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر محمد اسلام یوں وضاحت کرتے ہیں:

"ان کے دل میں محبت کی کسک اور چبھن ہے لیکن اس میں گریہ وزاری اور آہ وفغاں نہیں ۔انھوں نے اپنی خود داری،وضعداری اور شرافتِ نفس سے عشق کے جذبات کے اظہار کے لیے حدود کا تعیّن کر دیا ہے۔انھوں نے محبت میں صبر و تحمّل سے کام لیا ہے اور محبت کو نہ تو عذاب سمجھا ہے نہ فرقت کا ماتم کیا ہے۔نہ محبوب کی بے توجہی اور اغیار کی منافقت کا شکوہ کیا ہے۔انھوں نے جس طرح محبوب سے ان کی جلوت میں مزا لیا اسی طرح خلوت میں بھی اس کے تصوّر سے لطف اندوز ہوئے اور خلوتِ غم کو بزم طرب بناتے رہے۔"[۱۴]

جگر نے جابجا اپنے اشعار میں مذہبی،سیاسی اور معاشرتی تناظر میں بھی خوش کن خیالات ظاہر کیے ہیں۔وہ اندھیروں کے خاتمے کی خوش خبری سناتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ یقین دلانے کی سعی کرتے ہیں کہ قصرِ کفر والحاد ایک روز ٹوٹ کر رہے گا۔انھیں یقین ہے کہ رب کی نافرمانی،ستم کیشی،تعصّبات اور عداوتوں کی بادشاہت کا دور اختتام کو پہنچے گا:

لاکھ ستارے ہر طرف،ظلمتِ شب جہاں جہاں
ایک طلوعِ آفتاب،دشت و چمن سحر سحر[۱۵]

جمع سب حسن کے اجزائے پریشاں ہوں گے
ہم تو ہم بت بھی کسی روز مسلماں ہوں گے[۱۶]

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

نکھر تا آرہا ہے رنگِ گلشن
خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں (۱۷)

جگرؔ کی ابتدائی زندگی مذہبی حوالے سے گناہوں اور نافرمانیوں میں گزری اور بعد ازاں شراب نوشی کے زیرِ اثر مذہبی حوالے سے بہت کمزوریوں کا شکار ہوتے گئے۔ اس دوران بھی جگرؔ رحمتِ خداوندی اور مغفرت کی توقعات کے باعث خوش اور مطمئن رہتے۔ انھوں نے درج ذیل اشعار میں امیدِ مغفرت، شفاعت، رحمت اور سرخروئی کی امید کا تذکرہ کیا ہے:

فردِ عمل سیاہ کیے جا رہا ہوں میں
رحمت کو بے پناہ کیے جا رہا ہوں میں (۱۸)

میں خطاوار، سیہ کار، گنہگار مگر
کس کو بخشے تری رحمت جو خطاکار نہ ہو (۱۹)

رحمت کا چمکنے کو ہے پھر نیّرِ تاباں
ہونے کو ہے اس شب کی سحر دیکھ رہا ہوں (۲۰)

آرزو و جستجو اور سعیٔ پیہم رجائیت کے اہم عناصر ہیں۔ جگرؔ کائنات اور اسرارِ حیات کے حوالے سے غور کرتے اور فکر مند رہتے ہیں۔ مذہب اسلام میں قدرت کے رازوں اور نشانیوں کی تلاش اور تجسس و جستجو میں سرگرمِ عمل رہنے کی تعلیم اور تلقین موجود ہے۔ جگرؔ اسی کی توضیح میں کہتا ہے کہ جب امید کے سہارے آغازِ سفر کیا جائے تو ہر ذرّۂ کائنات دامنِ دل کھینچتا ہے، اپنی باریکیوں اور فطرت کی نیرنگیوں سے آشنا کراتا رہتا ہے۔ جستجو کی موجودگی اور اہمیت کے ضمن میں علامہ اقبالؔ اور جگرؔ کے تصورات میں بہت حد تک مماثلت و مشابہت ملتی ہے، اس حوالے سے کلامِ جگرؔ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

جستجو میں تری یہ حاصلِ سودا دیکھا
ایک اک ذرّہ کا آغوشِ طلب وا دیکھا (۲۱)

مکان و لامکاں سے بھی گزر جا
فضائے شوق میں پروازِ خس کیا
زمانے پر قیامت بن کے چھا جا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

بنا بیٹھا ہے طوفاں در نفس کیا(۲۲)

زندگی کی چیرہ دستیوں اور ستم کیشی سے نکلنے کے لیے بھی عمل اور تحریک کا وجود بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ جگرؔ رجائی نظر کی بدولت عمل اور خوب سے خوب تر کی تلاش کو بشر کے لیے لازمی خیال کرتا ہے۔ انھیں سیاہ رات کے بعد پر نور صبح کی کرن کا یقین ہوتا ہے، اس لیے نامساعد حالات سے گھبرانے کی نوبت نہیں آتی:

طولِ غمِ حیات سے گھبرا نہ اے جگرؔ
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہیں(۲۳)

مایوسِ شبِ ہجر نہ ہو اے دلِ بے تاب
اللہ دکھائے گا تو دیکھیں گے سحر بھی(۲۴)

جمال پرستی رجائی شاعری کے کلام کا اہم حوالہ ہوتا ہے۔ جگرؔ نے اپنی شاعری میں حسن کے متنوع پہلوؤں کو باریک اور والہانہ طریقے سے پیش کیا ہے۔ ان کے کلام میں جمال و جلال اپنی تمام تر نزاکتوں اور صداقتوں کے ساتھ پرُخلوص انداز میں جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔ حسن جگرؔ کے قلب و ذہن پر اس قدر حاوی ہوتا ہے کہ انھیں اپنے گرد و پیش میں جمال ہی کی جلوہ گری دکھائی دیتی ہے۔ رجائی فکر رکھنے کے سبب وہ بد صورتیوں کی جگہ فطرت کی رعنائیوں اور تخلیقاتِ قدرت کی خوب صورتیوں کو محورِ نگاہ بناتے ہیں۔ سید احتشام حسین جگرؔ کی حسن پرستی کے ضمن میں بتاتے ہیں:

"ان کی شاعری کا وہی حصّہ سب سے زیادہ عمدہ سمجھا جاتا ہے جس میں رومانویت میں ڈوبے ہوئے گیت گائے ہیں۔ ان کی شاعری میں جو پُرکشش حسن ملتا ہے اس کا راز یہی ہے کہ وہ محبت اور حسن کے پجاری ہیں اور انھیں کا ذکر دلچسپ طریقے سے کرتے ہیں۔"(۲۵)

جگرؔ کے کہنے کے مطابق حسن و جمال جدھر بھی ہو اور جیسا بھی ہو، اس سے لطف اٹھانے اور فیض یاب ہونے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔ ان کے مطابق کائنات حسن کا ایسا خوب صورت آئینہ ہے ،جو مشاہدہ کرنے والوں کی طرزِ نگاہ اور ذوق کے مطابق اپنا معیار اور اپنی شان بدلتا ہی رہتا ہے:

شش جہت آئینۂ حسنِ حقیقت ہے جگرؔ
قیس دیوانہ تھا محوِ روئے لیلیٰ ہو گیا(۲۶)

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18
ماخذ تحقیقی مجلہ

اہلِ دل کے لیے سرمایہ ءجاں ہوتا ہے(۲۷)

جگرؔ جمال کی اہمیت کے شدید قائل نظر آتے ہیں۔ان کی نگاہ ایک عاشق اور باریک بین کی نگاہ ہے جو مظاہر اور اعمال کے ہر خوب صورت پہلو تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔بقول آل احمد سرور:

"جگرؔ کے نزدیک زندگی کی سب سے بڑی حقیقت جمال ہے۔ان کے کلام میں اس جمال کے مختلف نام ہیں۔جگرؔ مزاج کے اعتبار سے جمال پرست ہیں، وہ حسن کے پجاری ہیں اور حسن کے اداشناس۔ان کے عشق نے انھیں زندگی کے ہر قسم کے کامیاب اور ناکامیاب تجربات دیے ہیں۔ان کی ناکامیوں نے انھیں فانی کی طرح قنوطیت پر مائل نہیں کیا۔"(۲۸)

جگرؔ جمال کی ہر ہر ادا پر سو سو دل و جان سے قربان ہونے کے لیے مستعد نظر آتے ہیں، یوں حسن پرستی ان کے ہاں ایک مشغلہ بن جاتا ہے۔یہ حسن پرستانہ اندازِ نظر ان کی قلبی کیفیات کا اظہار بھی ہے اور مزید معرفت اور پاکیزہ کیفیت کی بنیاد بھی ثابت ہوتی ہے:

یہاں تک تو جگرؔ پہنچی ہے معراجِ خودی اپنی
کہ حسن ایک مشغلہ اپنا ہے، عشق اک دل لگی اپنی (۲۹)

حسن ہی حسن جلوہ ہی جلوہ
اللہ اللہ ہجومِ کیفیات(۳۰)

جگرؔ کی جمال دوستی اور رومانویت کے سلسلے میں ان کے کلام کے مطالعے سے کھلتا ہے کہ وہ عورت کو انفرادی طور پر بھی کائناتِ حسن سمجھتے ہیں۔انھیں محبوب کے سراپا میں حسن کی رعنائیاں بسیرا کیے ہوئے نظر آتی ہیں:

وہ اک حسنِ سراپا اللہ اللہ
کہ جس کی ہر ادا عالم ہی عالم(۳۱)

وہ چیز کہتے ہیں فردوسِ گم شدہ جس کو
کبھی کبھی تری آنکھوں میں پائی جاتی ہے(۳۲)

ان کے مطابق زہرہ جبینوں میں زیست بسر کرنا، لطف و سرور کا ذریعہ ہے اور حسن کے یہ دلکش پیکر خاص توجہ اور محبت کے حق دار ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

اگر نہ زہرہ جبینوں کے درمیاں گزرے
تو پھر یہ زندگی کیسے کٹے کہاں گزرے (۳۳)

رجائی شاعر تاریک بین نہیں ہوتا، اس کی نظر سدا مثبت اثرات اور عمدہ پہلوؤں پر رہتی ہے۔ وہ شر کی موجودگی میں خیر کی علامات اور تاریکی میں اجالے کی لکیریں تلاش کرتا رہتا ہے۔ جگرؔ کے ہاں بدگمانی اور تاریک بینی کی بجائے واضح خوش گمانی اور مثبت فکر و نظر کا اظہار ملتا ہے۔ عشق کے ستم کو کرم اور مہربانی سمجھنا ان کے خوش گمان ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ان کی نیک نیتی اور مثبت نظر کے سبب ہجراں کی پر درد راتیں بھی خوشی اور طرب کی علامت بن کر سامنے آتی ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی شاعری میں خوش گمانی کا اظہار جابجا موجود ہے:

تیرا تصور بھی شب ہمہ شب
خلوتِ غم بھی بزمِ طرب (۳۴)

شرما گئے، لجا گئے، دامن چھڑا گئے
اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آ گئے (۳۵)

جگرؔ کو درد کی کسک بے چین ضرور کرتی ہے لیکن اس بے قراری میں بھی خوش نظری ان کی روح کے لیے شادابیٔ بہار کا ماحول پیدا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے جگرؔ کے ہاں ہارنا کوئی معنی نہیں رکھتا، انھیں شکست میں بھی محبت کا قرار نظر آتا ہے:

جلوہ جو ان کے رُخ کا مری چشمِ تر میں ہے
شادابیٔ بہار کا عالم نظر میں ہے (۳۶)

طنزاً وہ دیکھتے ہیں مگر دیکھتے تو ہیں
یہ کام تو کیا دلِ ناکردہ کار نے (۳۷)

جگرؔ کو درد و غم اور نامساعد حالات میں بھی ایک باطنی سکون کا احساس ہوتا ہے۔ چونکہ ان کی افتاد ہی رجائیت پسند کے طور پر ہوئی تھی یہی سبب ہے کہ فطری طور پر آہ و بکا کی بجائے ہنسنے ہنسانے سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے۔ مولانا مدراس کے نام ایک خط طبیعت کے اس رجائی نکتہ نظر کے بارے میں بتاتے ہیں:

"خود کردہ را چہ علاج، شکوہ، شکایت، آہ و فریاد سے فطرتاً مناسبت نہیں۔ ہنس ہنسا کر گزار دینا پسند کرتا ہوں۔ خواہ دردِ ندامت کتنا ہی جانکاہ ہو۔ شدید طور پر مصروف و منہمک زندگی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

بسر کرنے پر مجبور۔ حقوق و فرائض کا شدّت سے احساس ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ان تکالیف سے ایک روحانی مسرت بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔"(۳۸)

ان کی خوش نظری اس قدر شدید صورت اختیار کر لیتی ہے کہ وہ خزاں میں بھی بہار دیکھنے کی طاقت پیدا کر لیتے ہیں۔ یوں محض واقعی بہار کی مدح کرنے تک محدود نہیں رہتے ہیں۔ وہ نئی بہاریں اور نئی رعنائیاں پیدا کرنے کی جستجو کرتے رہتے ہیں اور یہ صفات انھیں گلشن پرست شاعر بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں:

نظر ملی ہے تو اس کو بہار ساز بنا
نظر کو مائلِ رنگینیٔ بہار نہ کر (۳۹)

جگرؔ آنسوؤں کی بجائے خوشی اور مسکراہٹوں کو اپنی شاعری میں زیادہ جگہ دیتے ہیں۔ وہ اشک افشانی کی بجائے دنیا میں خود بھی کیف و مستی سے زندگی گزارتے رہے اور قارئین کو بھی اس طرف مائل کرنے کے لیے کوشاں رہے ہیں۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی:

"جگرؔ کو عشق میں رونا نہیں آتا۔ وہ تو صرف مسکرانا جانتے ہیں، انھیں تو صرف اس سے محظوظ ہونا آتا ہے۔ چنانچہ ان کی ساری شاعری اسی کیفیت کا مرقّع ہے۔"(۴۰)

رجائی شاعری میں دنیا اور زندگی کو عذاب کے طور پر پیش کرنے کی بجائے ان کے مختلف زاویوں کو اچھے انداز میں سراہا جاتا ہے۔ جگرؔ کے مطابق زندگی بہت بڑی نعمت ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں دنیا کو دیدۂ روشن سے دیکھنے کی تعلیم ملتی ہے۔ وہ دنیا کو مصیبت یا باطل شے کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ اسے فردوسِ نظر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

دنیا کو دیکھ دیدۂ روشن نگاہ سے
فردوسِ زندگی ہے وبالِ نظر نہیں (۴۱)
ہر ذرّہ ہے ایک پیکرِ صد حسنِ حقیقت
ہستی کو جگرؔ ہستیٔ باطل نہ سمجھنا (۴۲)

جگرؔ دنیا اور زندگی کی شکایت کرنے والے فرد کو کم ظرف سمجھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں زندگی سے بے پناہ لگاؤ ملتا ہے کیوں کہ زندگی کے بغیر ان کے لیے سرمستی اور خوشیوں کا حصول ناممکن تھا۔ وہ یقین دلاتے ہیں کہ انسان کو جب اپنی ہستی کی قیمت کا ادراک ہوتا ہے تو وہ خود اپنے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوشیار او شکوہ سنجِ زندگی
زندگی انعام ہی انعام ہے (۴۳)

ان اشعار میں زندگی کے مختلف پہلوؤں سے والہانہ محبت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حیات کو موت سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ قنوطی شعرا دنیا سے ناامید ہو کر موت کو ترجیح دیتے ہیں لیکن رجائی شاعر کی نظر زندگی کی آسائشوں، خوشیوں اور پر کیف و پر نور کیفیات پر ہوتی ہے، اس لیے وہ ہر صورت میں جینے کو افضل سمجھتا ہے۔ بقول جگرؔ:

محبت میں ہم تو جیے ہیں جئیں گے
وہ ہوں گے کوئی اور مر جانے والے (۴۴)

جگر زندگی سے کتنی محبت رکھتے ہیں اور زندگی کے حوالے سے ان کا نکتہ نظر اور زاویہ نگاہ کیا ہے؟ اس سلسلے میں شارب ردولوی لکھتے ہیں:

"زندگی کی جگرؔ کی نظر میں بڑی اہمیت تھی۔ وہ موت کے مقابلے میں زندگی کو بہتر اور برتر تصور کرتے تھے۔۔۔۔۔ اس لیے اس سے شکوہ کرنے والے کو کوتاہ فہم کہتے ہیں۔ زندگی تو انعام ہی انعام ہے۔ اشعار سے زندگی کے بارے میں جگر کے صحت مند تصور کا پتہ چلتا ہے۔"(۴۵)

جگرؔ اردو میں رجائیت کے حوالے سے صفِ اول کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری رجائیت کے حوالے سے امید، اعتماد، مثبت سوچ، مستقبل پر یقین، عشق کی طاقت، صبر و استقامت، حسنِ ظن، زندگی سے محبت، روحانی سکون، ایمان، خوش بینی، خواب و آرزو، حسن فطرت کا بیان اور حسن و جمان کے تذکرے جیسی خصوصیات کی حامل ہے۔ جگر نے اپنی شاعری میں یاس اور قنوط کی مذمت کرتے ہوئے پر امیدی کا مظاہرہ کیا اور فرد کو دنیا اور زندگی کی راحتوں اور رعنائیوں سے لطف اندوز ہونے کا درس دیا۔ جمود کی بجائے ان کی شاعری میں تحرک اور عمل کی فضا نے ایسا منفرد رنگ پیدا کیا جو کلاسیکی شعرا سے مختلف ہے۔ عشق اور حسن کے بارے میں ان کے افکار و خیالات بھی رجائیت کے زیرِ اثر پروان چڑھتے ہیں۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

حوالہ جات

۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد دہم، اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۵۲۰

۲۔ حضرت مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، سرفراز پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۸ء، ص ۲۴۵

۳۔ مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، س ن، ص ۶۵۴

4.English to English and Urdu dictionary, Feroz sons Pvt limited, Lahore,1987,P 594

5.Gem advanced practical Dictionary (English to English and Urdu), Azhar publishers, Lahore, P 875

6. Oxford English dictionary page, Oxford press New York, Ninth Edition,2006, P 2593

۷۔ پروفیسر انور جمال، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۶

۸۔ یوسف عزیز، شعاعِ اقبال بحوالہ، شگفتہ فردوس، مضمون، رجائیت ادب کا آفاقی رجحان، مشمولہ، بازیافت، شمارہ ۲۶ (جنوری تا جون ۲۰۱۵)، اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، ص ۴۱۱

۹۔ جگرؔ مراد آبادی، نگارشاتِ جگرؔ، مرتبہ: محمد اسلام، دانش محل، لکھنؤ، ۱۹۶۵ء، ص ۱۰۲

۱۰۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۵ء، ص ۶۴

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۲۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۴

۱۳۔ ایضاً، ص ۴۱۰

۱۴۔۔۔ڈاکٹر محمد اسلام، جگرؔ مراد آبادی حیات اور شاعری، سرفراز پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۶ء، ص ۲۸۵

۱۵۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۴۴

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۲۱

۱۷۔ ایضاً، ص ۸۴

۱۸۔ ایضاً، ص ۵۷

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۲۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۶

۲۲۔ ایضاً، ص ۳۴

۲۳۔ ایضاً، ص ۶۳

۲۴۔ ایضاً، ص ۳۸۴

۲۵۔ سیّد احتشام حسین، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ، جے کے پرنٹرس، دہلی، ۱۹۸۳ء، ص ۲۵۸

۲۶۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۳۱

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۲۸۔ آل احمد سرور، دیباچہ: کلیاتِ جگرؔ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۵ء، ص ۸

۲۹۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۱۰۱

۳۰۔ ایضاً، ص ۳۹

۳۱۔ ایضاً، ص ۵۱

۳۲۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۳۳۔ ڈاکٹر محمد اسلام، جگرؔ معاصرین و مخلصین کی نظر میں، نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۶ء، ص ۵۱

۳۴۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۳۶

۳۵۔ ایضاً، ص ۱۶۸

۳۶۔ ایضاً، ص ۴۰۱

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۱۴

۳۸۔ جگرؔ مراد آبادی، جگرؔ کے خطوط، مرتبہ: محمد اسلام، نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۵ء، ص ۱۹۶

۳۹۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۳۴

۴۰۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، غزل اور مطالعہ غزل، انجمنِ ترقی اردو، کراچی، ۱۹۵۵ء، ص ۴۱۴

۴۱۔ جگرؔ مراد آبادی، کلیاتِ جگرؔ، محولہ بالا، ص ۲۳۱

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۶۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۴۳۔ ایضاً، ص۲۲۷

۴۴۔ ایضاً، ص۱۰۸

۴۵۔ شارب ردولوی، جگر فن اور شخصیت، شاہین پبلشرز، الہ آباد، ۱۹۶۱ء، ص۱۸۱